Riphah Journal of Islamic Thought & Civilization
Published by: Department of Islamic Studies,
Riphah International University, Islamabad
Email: editor.rjitc@riphah.edu.pk
Website: https://journals.riphah.edu.pk/index.php/jitc
ISSN (E): 3006-9041 (P): 2791-187X

An Analytical Study of the Meanings, Features, and Usage of the Word *Fawākiha* and its Derivatives in the Holy Qur'an and Hadith

قرآن وحدیث میں لفظ فواکہ اور اس کے مشتقات کے معانی، خصوصیات اور مدلولات: ایک تحقیقی مطالعہ

Navid Iqbal[1]

Abstract

This research paper presents a comprehensive analysis of the meanings, characteristics, and usage of the word "Fawākiha" and its derivatives as mentioned in the Holy Qur'an and the Prophetic Hadith. In the Qur'an, Fawākiha (fruits) are referenced not only as rewards in Paradise, but also as worldly blessings granted by Allah. Similarly, in the noble Hadith, various terms for fruits including specific types such as dates, grapes, and pomegranates highlight their medical, ethical, and spiritual dimensions.Indeed, fruits are among the great bounties of Allah. Humans are blessed with a wide variety of fruits in this world, and the Qur'an and Hadith repeatedly describe the diverse kinds of fruits promised in Paradise, urging mankind to show gratitude and obedience to their Lord. Given the elevated status of fruits as a divine blessing, it is essential to explore how different types of fruits are mentioned in the Qur'an and Hadith and in what contexts. Therefore, this paper aims to investigate not only the linguistic meanings of Fawākiha and its derivatives, but also their contextual usage, nature of application, and distinctive

[1] Assistant Professor, Department of Hadith & Hadith Sciences, Allam Iqbal Open University, Islamabad. navid.iqbal@aiou.edu.pk
DOI: https://doi.org/10.64768/rjitc.v3i2.2697
ORCID: https://orcid.org/0000-0002-6229-8936

attributes and characteristics. The objective is to help reveal the true value of these divine blessings and deepen our appreciation of the favors bestowed upon us by Allah.

Keywords; Fawākiha, Meanings, Features, Usage, Derivatives, Holy Qur'an & Hadith

اس مقالے میں فواکہ سے مراد وہ پھل ہیں جس کا ذکر اللہ نے قرآن کریم میں اور رسول اللہ ﷺ نے احادیث میں فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں پھلوں کا ذکر دو طرح سے آیا ہے (الف) اجمالی طور پر پھلوں کا ذکر کثرت کے ساتھ آیا ہے (ب) بعض پھلوں کا ذکر ناموں کے ساتھ ہوا ہے جیسے انگور، زیتون، انار اور کیلے وغیرہ۔ قرآن کریم میں پھلوں کے لئے براہ راست یا بالواسط مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو دنیاوی زندگی میں انسان کو عطا کی گئی بڑی نعمتوں میں سے ایک ہے اسی طرح اہل جنت کو دی گئی بڑی نعمتوں میں ایک مختلف انواع واقسام کے میوے ہونگے۔ لیکن جنتی پھلوں کی خصوصیات اور صفات دنیاوی پھلوں سے بالکل مختلف اور الگ ہونگے جس کا ذکر قرآن کریم کی بہت ساری آیات میں ہوا ہے۔ قرآن کریم میں میوجات کے لئے صریح الفاظ " فَاكِهَةً، الثَّمَرَات، التين، الزيتون، رمان، طلح، العنب، النخل "۔ جو بالترتیب ف-ک-ہ؛ ث-م-ر؛ ت-ی-ن؛ ز-ی-ت؛ ر-م-ن؛ ط-ل-ح؛ ع-ن-ب؛ ن-خ-ل کے مادوں سے مشتق ہیں۔ اس کے علاوہ چار ایسے الفاظ ہیں جو بڑی حد تک پھل کا معنی دیتے ہیں اگرچہ لغوی اعتبار سے وہ اس معنی میں مستعمل نہیں، وہ الفاظ " حَدَائِق، جَنَّات، رزق اور اکل " ہیں جو بالترتیب ح-د-ق؛ ج-ن-ت؛ ر-ز-ق؛ ا-ک-ل کے مادوں سے ماخوذ ہیں۔ اس مقالے میں ان الفاظ کے معنی اور تصورات کے ساتھ ساتھ پھلوں کی اقسام، جنتی پھلوں کی صفات و خصوصیات اور اللہ نے جن پھلوں کی قسم کھائی ہے ان کی حقیقت جیسے موضوعات پر گفتگو کی جائے گی۔

"فواكه/فَاكِهَةٌ ,الثمرات، حَدَائِقَ, جَنَّاتٌ، رِزْقًا، أُكل"

یہ مقالہ درج ذیل اجزاء پر مشتمل ہے:

فاکھۃ اور دیگر الفاظ کی تعریفات اور استعمال

قرآن کریم میں ان الفاظ کا استعمال

فواکہ کے قریب المعانی الفاظ

قرآن کریم میں ان الفاظ کا استعمال

احادیث مبارکہ میں فواکہ اور مشتقات کے معنی اور استعمال

قرآن کریم میں مذکور پھلوں کی اقسام اور صفات،

جنتی پھلوں کی صفات اور خصوصیات

الف۔فاکہہ اور دیگر الفاظ کی تعریفات اور استعمال

1. فَاكِهَةٌ:

فاکہۃ کی جمع فواکہ ہے۔ [1]سہ حرفی مادے ف-ک-ہ سے مشتق ہے۔فاکہہ کے معنی پھل کے ہیں اور اس کے اقسام کو فواکہ کہتے ہیں اور پھل بیچنے والے کو فاکھانی کہا جاتا ہے۔[2] فاکہۃ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو بھوک کی ضرورت رفع کرنے کے لئے نہیں، بلکہ لذت حاصل کرنے کے لئے کھائی جائے۔[3] فواکہ ایسے پھلوں کو کہتے ہیں جن سے لذت و سرور حاصل ہو۔[4]اردو میں اس کا ترجمہ ''میوہ''اس لئے کر دیا جاتا ہے کہ میوہ بھی لذت حاصل کرنے کے لئے کھایا جاتا ہے۔اس بارے میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔بعض علماء کا کہنا ہے کہ قرآن مجید میں جو چیزیں پھلوں کے طور پر ذکر کی گئی ہیں، جیسے انگور اور انار، ہم انہیں فواکہ (عام پھل) نہیں کہتے۔ان کے مطابق، اگر کوئی قسم کھائے کہ وہ پھل نہیں کھائے گا، اور پھر انگور یا انار کھالے، تو وہ اپنی قسم نہیں توڑے گا۔دوسرے علماء کا کہنا ہے کہ تمام پھل "فاکہہ" کہلاتے ہیں۔اور قرآن میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد" :فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ "(ان دونوں میں پھل، کھجور اور انار ہیں) میں پھلوں کا ذکر الگ الگ اس لیے کیا گیا ہے تاکہ کھجور اور انار کو دیگر پھلوں پر فوقیت دی جا سکے۔[5] لفظ فاکہۃ قرآن کریم میں 11 مرتبہ وارد ہوا ہے۔10 مرتبہ اہل جنت سے متعلق وارد ہوا ہے کہ ان کے لئے پھل ہونگے۔(قرآن 36:57، 38:51، 43:73، 44:55، 55:11، 52، 68، 56: 20، 32، 80:31) جبکہ ایک مرتبہ اہل دنیا کے لئے وارد ہوا ہے (قرآن 22:52)اس کے علاوہ لفظ فواکہ قرآن میں تین مرتبہ وارد ہوا

---

[1] الهروي، ابو منصور، محمد بن أحمد بن الأزهري، *تهذيب اللغة* (دار إحياء التراث العربي – بيروت، 2001) 1/ 269۔

[2] الفارابی، أبو نصر إسماعيل بن حماد الجوهري الصحاح *تاج اللغة* (دار العلم للملايين – بيروت، 1987) 6/ 2343۔

[3] الماتریدی، ابو منصور، *تفسیر* (دار الكتب العلمية - بيروت، لبنان 2005)، 8/ 530، رازی، تفسیر، 29/ 344۔

[4] ابن فارس، ابو الحسین، احمد بن فارس بن زکریا،معجم *مقاییس اللغۃ* (دار الفکر، بیروت،طبع، 1979)، 4/446۔

[5] الهروي، ابو منصور، *تهذيب اللغة*، 6/ 18، ابن منظور، أبو الفضل، جمال الدين ابن منظور الأنصاري، *لسان العرب* (دار صادر – بيروت، 1414ھ)، 13/ 523۔

ہے اور تینوں مرتبہ جنتی پھلوں سے متعلق ہے (قرآن 23:19، 37:42، 77:42) سورۃ یسین کی آیت نمبر 55 میں لفظ فاکھون آیا ہے جس کے معنی لطف اندازہونے کے ہیں۔[1]

قرآنِ کریم میں کئی ایسے الفاظ موجود ہیں جو خاص مقاصد کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ انہی میں سے ایک لفظ "فَاكِهَةٌ" ہے، جسے اردو زبان میں عام طور پر "پھل" یا "میوہ" کے معنی میں لیا جاتا ہے۔ تاہم، قرآن میں "فَاكِهَةٌ" کا مفہوم صرف پھل یا خوراک تک محدود نہیں، بلکہ اس میں ایک جمالیاتی، روحانی اور عظیم نعمت کا پہلو بھی شامل ہے۔ قرآن مجید میں اس لفظ کو جنت کی دائمی نعمتوں کی علامت کے طور پر بھی استعمال کیا گیا ہے اور دنیا کی عارضی زینت و متاع کے طور پر بھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو جو رزق عطا فرماتا ہے، وہ محض مادی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے نہیں، بلکہ روحانی سکون اور قلبی خوشی کا ذریعہ بھی ہوتا ہے۔ یہ لفظ ہمیں اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے، شکر گزاری کی ترغیب دیتا ہے، اور جنت کی ابدی نعمتوں کے حصول کی خواہش کو بیدار کرتا ہے۔

قرآن کریم میں "فَاكِهَةٌ" کا استعمال

لفظ "فَاكِهَةٌ" اور اس کی مختلف شکلیں قرآن کریم میں تقریباً 13 مرتبہ آئی ہیں، اور ہر مقام پر اس کا تعلق کسی نہ کسی صورت میں نعمت، رزق اور جنت کی خوشگوار زندگی سے ہے۔ چند اہم مقامات درج ذیل ہیں:

1- جنت کی نعمت کے طور پر

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اور ہم ان کو وہ میوے اور گوشت دیں گے جو وہ چاہیں گے۔"[2]

اس آیت میں "فَاكِهَةٌ" کو جنت کی اُن نعمتوں میں شمار کیا گیا ہے جن سے اہلِ جنت اپنی خواہش کے مطابق لطف اندوز ہوں گے۔[3]

قرآن میں ایک اور جگہ فرمایا: اور بہت سے پھل"۔[4]

---

[1] الرازی، أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن، *تفسیر*(دار إحياء التراث العربي – بيروت، 1429 ھ)، 26: 296-

[2] سورة الطور: آیت 22-

[3] ابن کثیر، أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشي، *تفسیر ابن کثیر* (دار الكتب العلمية، منشورات محمد علي بيضون – بيروت الطبعة: الأولى – ١٤١٩ ھ)، تفسیر سورة طور-

[4] القران: 32/56.

یہ آیت جنت میں پھلوں کی فراوانی اور تنوع کو بیان کرتی ہے، جو جنت کے دائمی انعامات میں سے ہیں اور کبھی ختم نہیں ہوں گے۔[1]

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

"ان کے لیے وہاں پھل ہوں گے اور ان کے لیے وہ کچھ ہوگا جو وہ طلب کریں گے"[2]

یہاں بھی "فَاكِهَةٌ" کو ایسی نعمت کے طور پر بیان کیا گیا ہے جو جنتیوں کو مکمل راحت، خوشی اور مسرت فراہم کرے گی۔

2- دنیاوی رزق کے طور پر

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اور پھل اور چارہ۔ (یہ سب کچھ) تمہارے اور تمہارے جانوروں کے لیے سامانِ زندگی ہے"۔[3]

ان آیات میں "فَاكِهَةٌ" کو دنیاوی نعمت کے طور پر بیان کیا گیا ہے، جو انسان اور حیوانات دونوں کے لیے رزق اور اللہ کی رحمت کا مظہر ہے۔[4]

3- فَاكِهِينَ "(خوشحال وشاداں لوگ)

"فَاكِهِينَ" اسمِ فاعل ہے جو اُن لوگوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جو نعمتوں اور آرام و آسائش میں خوش و خرم ہوں۔ امام رازی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور تفسیر "التفسیر الکبیر" میں لکھا ہے کہ قرآن مجید میں "فَاكِهَةٌ" کا استعمال اس نعمت کے لیے ہوا ہے جو صرف پیٹ بھرنے تک محدود نہیں، بلکہ روح کو بھی خوشی اور سرور عطا کرتی ہے۔[5]

2. لفظ "الثمرات"

---

[1] أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري، تفسير قرطبی، *الجامع لاحكام القرآن*، (دار الكتب المصرية – القاهرة الطبعة: الثانية، ١٣٨٤هـ - ١٩٦٤ م) *تفسیر سورۃ واقعہ۔*

[2] القران: 57/36.

[3] القران:80/29-31.

[4] تفسير طبری، القران:80/29-31.

[5] رازي، تفسير الكبير، تفسير سورة يس-

ثمرۃ کی جمع ثمرات ہے جبکہ ثمر کی جمع ثمار آتی ہے،[1] سہ حرفی مادے ث-م-ر سے مشتق ہے۔اثمر الشجر کا مطلب ہے کہ درخت کا پھل نکل آیا۔اوراثمر الرجل کا مطلب ہے کہ آدمی کا مال زیادہ ہو گیا۔ابو العباس نے ابن الاعرابی سے روایت کیا :اثمر الشجر اس وقت کہا جاتاہے جب درخت کا پھل ظاہر ہو جائے، لیکن ابھی پکا نہ ہو؛اور ایسے درخت کو مثمر کہا جاتا ہے۔قرآن میں اگر ثُمُرٍ(ث اور م)ضمہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی مال کے آتے ہیں جبکہ فتحہ کے ساتھ پھلوں کے معنی میں آتا ہے۔[2] ثمرالرجل مالہ کا مطلب ہے کہ آدمی نے اپنے مال کی اچھی دیکھ بھال کی۔دعا میں کہا جاتا ہے : ثمر اللہ مالہ یعنی اللہ اس کے مال میں برکت اور اضافہ کرے۔[3]اولاد کو ثمرہ (پھل)اس لیے کہا جاتا ہے کہ جس طرح پھل درخت کی پیداوار ہے، اسی طرح اولاد والدین کی پیداوار ہے۔ جب کسی بندے کی اولاد فوت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے :کیا تم نے اس کے دل کے پھل کو قبض کر لیا؟فرشتے جواب دیتے ہیں :جی ہاں۔[4]قرآن کریم میں وارد "ثَمَرٌ" کے کئی معنی بیان کئے گئے ہیں عمومی معنی پھل کے ہیں جبکہ بعض نے مال کے اقسام کے معنی میں، بعض نے سونا اور چاندی جبکہ بعض نے مال،اولاد اور غلام کے معنی بیان کئے ہیں۔[5] ثمرۃ کے معنی فوائد کے بھی ہیں جیسے کہا جاتا ہے کہ تجارت کا ثمرہ منافع ہے اور عبادت کا ثمرہ ثواب ہے۔[6] یہ لفظ قرآن میں کل 22 مرتبہ وارد ہوا ہے۔ 19 آیات دنیاوی پھلوں سے متعلق ہیں (قرآن 2:22،126،155،266،6:99، 141،7:57،130،13:3،14:32،37،16:11،67،18:34،42،28:57،35:27،36:35،42:47) جبکہ صرف تین آیات میں جنت کے پھلوں کے بارے میں ذکر ہوا ہے۔(قرآن 2:25،266،47:15)ان تمام آیات میں ثمرات میوجات کے معنی میں ہیں۔

قرآن کریم میں "الثمرات" کا استعمال

قرآن مجید اللہ کی معجزانی کتاب ہے، جو عربی زبان کے فصیح اور بلیغ انداز میں نازل ہوئی۔اس میں ایسی باریک اور گہرے مفہوم رکھنے والی مفردات شامل ہیں جن کے معانی وسیع اور متنوع ہیں۔ان میں سے ایک لفظ 'الثمرات' ہے، جو قرآن کے مختلف مقامات پر آیا ہے اور اس کے لغوی، شرعی اور موضوعاتی معانی ایسے ہیں جن پر غور و فکر کرنا ضروری ہے۔

---

[1] الفارابی، *الصحاح*، 2/ 605- محمد بن أبي بكر بن عبد القادر الرازي، *مختار الصحاح*، 50-

[2] الھروی، ابو منصور، *تھذیب اللغة*، 10/ 62-

[3] ابن فارس، *مقاییس اللغة*، 1/ 388-

[4] ابن منظور، *لسان العرب*، 4/ 106-

[5] الرزای، ابن ابی حاتم، *تفسیر*، 7/ 2361-

[6] الرازی، فخر الدین، *تفسیر*، 26: 274-

قرآن کریم میں "الثمرات" زیادہ تران معنوں میں آتا ہے:

الف۔ پھل اور میوے : درخت یا پودوں سے نکلنے والے وہ اجزاء جو خوراک اور رزق کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

ب۔ رزق اور عطا : کہیں کہیں لفظ "ثمرات" وسیع معنوں میں رزق، خیر اور اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کے لیے بھی استعمال ہوا۔

1- پھل اور میوہ کے معانی

سورۃ بقرۃ میں ارشاد فرمایا:

"فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ[1]"

2- ہر قسم کی پیداوار کے معنی میں

"وَيُنۢبِتُ لَكُم بِهِ ٱلزَّرْعَ وَٱلزَّيْتُونَ وَٱلنَّخِيلَ وَٱلْأَعْنَـٰبَ وَمِن كُلِّ ٱلثَّمَرَٰتِ" [2]

یعنی اللہ تمہارے لیے کھیتی، زیتون، کھجور، انگور کے علاوہ ہر قسم کے پھل اگاتا ہے۔

3۔ اللہ کی طرف سے بطور قدرت اور انعام کے معنی میں

قرآن میں فرمایا:

" يُسْقَىٰ بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ"[3]

اس آیت میں ایک ہی پانی سے مختلف انواع کے پھلوں کے پیدا کرنے کو بیان کرنے سے مراد اللہ تعالی کی قدرت اور مختلف انواع کے انعامات کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ پھل رنگ، ذائقہ اور مقدار میں مختلف ہوتے ہیں۔

---

[1] القران: 22/2.

[2] القران:11/16.

[3] القران: 4/13.

4۔ایک وسیع اور عام مفہوم کے طور پر

قرآن میں کہیں "کل الثمرات" فرما کر ہر رزق یا فائدہ دینے والی پیداوار کی طرف بھی اشارہ ہوا ہے یعنی یہ لفظ محض پھل تک محدود نہیں، بلکہ ہر اس منفعت اور نعمت کو محیط ہے جو اللہ اپنی مخلوق کو دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا ہے:

" وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ"[1]

فواکہ کے قریب المعانی الفاظ:

قرآن کریم میں لفظ فواکہ کے علاوہ دیگر کئی الفاظ بھی آئے ہیں جو فواکہ / پھلوں کے معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔

الف۔ حدائق

حدیقة کی جمع حدائق آتی ہے،[2] سہ حرفی مادے ح-دق سے مشتق ہے۔ حدائق سے مراد خوبصورت باغات ہیں۔[3] حدائق : حدیقة کی جمع ہے، اور اس سے مراد وہ باغات ہیں جن میں کھجور، انگور اور دیگر درخت ہوں، اور جن کے گرد دیواریں بنی ہوئی ہوں۔ اسے حدیقہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ دیواریں اسے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہوتی ہیں۔ اگر ان دیواروں سے گھیرا نہ ہو تو اسے حدیقہ نہیں کہا جاتا،[4] بلکہ اس کو بستان کہا جاتا ہے۔[5] حدیقہ : ایسی زمین کو کہا جاتا ہے جس میں پھل دار درخت ہوں۔ اس کی جمع حدائق ہے۔ ریاض میں ہر وہ باغ شامل ہے جس کے گرد کوئی حد بندی یا رکاوٹ ہو، یا ایسی زمین جو بلند ہو۔ ہر وہ چیز جو کسی اور چیز کے گرد مکمل طور پر گھری ہو، اس کے لیے اُحدق (گھیر لینا) کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔[6] قرآن میں یہ لفظ تین مرتبہ وارد ہوا ہے (قرآن 27:60، 78:32، 80:30)

---

[1] القران: 3/13.

[2] ابن درید، أبو بکر محمد بن الحسن بن درید الأزدي، *جمهرة االلغة* (دار العلم للملايين – بيروت، 1987)، 1/ 504-

[3] الرازی، ابن ابی حاتم، *تفسیر*، 9/ 2907-

[4] الطبری، *تفسیر*(دار التربية والتراث – مكة المكرمة ، بدون التاريخ)، 24: 170، الرازی، ابن ابی حاتم، تفسیر، 13/ 795-

[5] القرطبی، تفسیر، 13/ 221-

[6] الطالقانی، ابو القاسم اسماعیل بن عباد، *المحیط فی اللغة*، 1/ 163-

ب۔ الجَنّۃُ/ جَنّٰتٌ

جنت (الجنتہ) کی جمع جَنَّات آتی ہے جنت کے معنی ہر اس باغ کے ہیں جس کے درخت زمین کو چھپالیں۔[1] یہ سہ حرفی ج-ن-ت سے مشتق ہے۔ عرب لوگ کھجوروں کے باغ کو بھی جنت کہتے ہیں۔[2] جنات کو صیغ جمع کے ساتھ ذکر کرنے کی وجہ جنت کا سات ہونا ہے (جنۃالفردوس، عدن، جنۃالنعیم، دارالخلد، جنۃالماٰوی، دارالسلام، وعلیّین) اور جنت کو جنت (زمین کی جنت) کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے یا تو اس کے مشابہت کی بنا پر جنت کہا گیا ہے اگرچہ ان دونوں کے درمیان بڑا فرق ہے یا اس لیے کہ اس کی نعمتیں ہم سے چھپی ہوئی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "کسی ذی روح کو نہیں پتہ کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا چھپا کے رکھی گئی ہے" (قرآن 17:41) سے اشارہ ملتا ہے۔[3] قرآن میں " الجَنّۃُ" یا جمع کے صیغے کے ساتھ: الجنات" کا لفظ بہت کثرت کے ساتھ آیا ہے۔ صرف " الجَنّۃُ" کا لفظ مختلف آیات میں 68 مرتبہ وارد ہوا ہے۔ اور 69 مرتبہ جمع کے صیغے جنات کے ساتھ وارد ہوا ہے ان تمام آیات میں 4 مرتبہ جنات کا لفظ پھلوں کی طرف اضافت کے ساتھ وارد ہوا ہے جیسے جَنّٰتٍ مِّنۡ اَعۡنَابٍ (قرآن 6:99) جَنّٰتٍ مِّنۡ نَّخِيۡلٍ وَّاَعۡنَابٍ (قرآن 23:19) اسی طرح ایک آیت میں "جَنَّةٌ يَّاۡكُلُ مِنۡهَا" کے الفاظ آئے ہیں یعنی پھل جس میں سے کھائیں گے (قرآن 25:8)

ت۔ اُکُل

اُکُل کے معنی پھل کے ہیں۔[4] سہ حرفی مادے الف-ک-ل سے مشتق ہے۔ الاُکل" وہ چیز ہے جو کھائی جاتی ہے، یہ ان اسماء میں سے ہے جو "فعُل" کے وزن پر آتے ہیں۔ جہاں تک "الاَکل" (الف پر زبر اور کاف پر سکون) کا تعلق ہے، تو یہ کھانے والے کا عمل یا فعل ہے۔[5] الاُکل" (پیش کے ساتھ) کھانے کی چیز کو کہتے ہیں، کیونکہ یہ وہ چیز ہے جو کھائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا" :تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا "(قرآن 14:25)، یعنی اس کا پھل یا وہ چیز جو اس سے کھائی جاتی ہے۔ اس طرح "الاُکل" کے معنی کھانے کے لیے ہیں، جیسے "الطُّعۡمَۃ"۔ قرآن میں لفظ اُکُل سات مرتبہ وارد ہوا ہے (قرآن 2:26، 6:14، 13:4، 35، 14:25، 18:33، 34:16) ان

---

[1] ابن فارس، مقاييس اللغة، 421/1، اصفهاني، راغب، *المفردات فی غریب القرآن* (دار القلم، الدار الشامية - دمشق بيروت، 1414ھ) ص، 204-

[2] الفارابی، *الصحاح*، 5/ 2094-

[3] اصفهاني، راغب، *المفردات فی غریب القرآن*، ص، 204-

[4] الرازی، ابن ابی حاتم، تفسیر، 2/ 521- بغوی، تفسیر، 4/ 347-

[5] الطبری، تفسیر، 5/ 535-

سات مقامات میں اُکُل کے معنی پھل کے مراد لئے گئے ہیں۔ یہ ان الفاظ میں سے ہیں جو صراحۃ اور لغوی معنی میں پھل کے معنی میں مستعمل نہیں لیکن ان سے پھل مراد ہیں۔ "الأکل" کھجور اور درختوں کے پھل کو کہتے ہیں، اور ہر وہ چیز جو کھائی جائے، وہ "اُکُل" کہلاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان "اُكُلُهَا دَائِمٌ" (یعنی اس کا پھل ہمیشہ رہنے والا ہے) میں بھی یہی مطلب ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ میت کے لیے: "انقطع أُكُلُهُ" یعنی اس کا رزق ختم ہو گیا۔ اسی طرح "اُکُل" کا استعمال کپڑے کے لیے بھی ہوتا ہے: "ثوبٌ ذو اُكُلٍ"، یعنی ایسا کپڑا جو بہت زیادہ بُنا ہوا اور مضبوط ہو، "قرطاسٌ ذو اُكُلٍ" یعنی ایسا کاغذ جو مضبوط ہو۔ یہ بھی کہا جاتا ہے: "رجلٌ ذو اُكُلٍ" یعنی ایسا شخص جو عقل مند اور رائے رکھنے والا ہو۔[1]

ج۔ رزقًا

رزق معروف لفظ ہے اللہ تعالی کی صفت ہے رزقا مصدر ہے اس کی جمع ارزاق آتی ہے۔ رزق کے معنی شکر کے بھی ہے۔[2] رزقا، سہ حرفی مادے ر-ز-ق سے مصدر ہے۔ رزق معروف لفظ ہے یہ اللہ کی صفت بھی ہے کیونکہ وہ تمام مخلوقات کو رزق دیتا ہے سورۃ ال عمران کی آیت، 37 (وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا) میں رزقا لفظ مصدر ہے اور انگور کے معنی میں ہے۔[3] رزق سے مراد وہ شئ ہے جس سے فائدہ حاصل کیا جائے اور اس کی جمع ارزاق ہے۔[4] قرآن کریم میں رزق کا لفظ دو مرتبہ پھلوں کے معنی میں استعمال ہوا ہے (قرآن 2:25، 3:37) ابن جریر الطبریؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت زکریا علیہ السلام جب حضرت مریم علیہا السلام کے پاس جاتے تو ان کے پاس غیر معمولی طور پر موسم کے خلاف پھل پاتے۔ مثلاً سردیوں کے موسم میں گرمیوں کے پھل اور گرمیوں کے موسم میں سردیوں کے پھل ملتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب زکریا علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کے پاس رزق پایا تو وہ انگور تھے جو اپنے موسم کے خلاف وہاں موجود تھے۔ مجاہد رحمہ اللہ نے بھی یہی بیان کیا ہے کہ زکریا علیہ السلام نے مریم کے پاس غیر موسمی انگور دیکھے۔[5] فخر الدین رازی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں

---

[1] الفارابی، *الصحاح*، 4/ 1624-

[2] ابن درید، *جمهرة اللغة* ، 2/ 707-

[3] الهروی، ابو منصور، *تهذيب اللغة*، 8/ 326-

[4] الفارابی، *الصحاح*، 4/ 1441-

[5] طبری، تفسیر، 1/ 392-

لکھتے ہیں کہ حضرت مریم علیہا السلام کے ساتھ یہ غیر معمولی واقعہ، یعنی موسم کے برعکس پھلوں کا ملنا، ایک معجزہ تھا جو عام انسانی معمولات سے بالاتر تھا۔[1]

احادیث مبارکہ میں فواکہ اور مشتقات کے معنی اور استعمال

1۔ جنت اور وہاں کی پھلوں کے ذکر کے سیاق میں

ایک روایت میں فرمایا:

"یقیناً جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ سوار 100 سال تک اس کے سایہ میں سفر کرے تو اسے طے کرے۔ اور اگر چاہیں تو پڑھیں: سایہ پھیلا یا ہوا، پانی بہتا ہوا، اور بے شمار پھل جو نہ ختم ہوتے ہیں اور نہ منع کیے گئے ہیں۔[2]"

یہ حدیث جنت کے پھلوں کی مختلف النوعیت اور دائمی حیثیت کی طرف اشارہ کرتی ہے، جو ابدی نعمت کی علامات میں سے ہے۔

2۔ پھلوں کا تنعم و فراخی زندگی کے معنی میں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو کوئی تم میں سے صبح ہوتے وقت اپنے قافلے میں محفوظ، جسمانی صحت منداور اپنے روزانہ کے کھانے کا انتظام شدہ ہو، گویا اس کے لیے دنیا ہی مختص کر دی گئی ہو۔"[3]

اگرچہ یہاں "فواکہ" کا ذکر نہیں ہوا، مگر "قوت" کا مطلب عام طور پر پھل وغیرہ بھی شامل ہوتا ہے، جو زندگی کی آسانی اور خوش حالی کی طرف اشارہ ہے۔

3۔ بعض احادیث میں مخصوص پھلوں کا بیان ہونا

الف: کھجور کے کچے پھل (رطب) اور کھجور

[1] الرازی، فخرالدین، تفسیر، 8/ 206۔

[2] مسلم، *الجامع الصحیح*، (دارالکتب العلمیة، نیروت) کتاب الجنة ، حدیث، 2826۔

[3] ترمذی، محمد بن عیسی، *السنن*، (دار الغرب الاسلامی، بیروت) حدیث رقم، 2346۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے نبی ﷺ کو کھجور کے رطب کے ساتھ کھیرا کھاتے دیکھا۔[1]"

یہ حدیث نبی ﷺ کی غذائی عادات میں پھلوں کی اہمیت اور توازن کا درس دیتی ہے۔

ب: انگور کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی ﷺ کو انگور بہت پسند تھا اور وہ اسے ایک ایک دانہ کھاتے تھے۔[2]"

اس روایت میں نبی ﷺ کی خوراک میں انگور کو احتیاط اور آداب کے ساتھ کھانے کی عادت بیان کی گئی ہے۔

4۔مزاح اور خوشی کے معنوں میں "فکاہت"

ایک روایت میں فرمایا:

"میں مزاح کرتا ہوں لیکن حق ہی کہتا ہوں۔[3]

لفظ "فواکہ" کی جڑ "فکِہ" سے مزاح اور خوشی کا مفہوم نکلتا ہے، جو کہ سنجیدہ ادب کے ساتھ خوشیوں اور نرمیوں کا اظہار ہے۔اس لئے اگرچہ یہ لفظ پھلوں کے معنی میں تو نہیں ہے لیکن اصل مصدر کے لحاظ سے فواکہ سے فکاہت کا مفہوم بھی نکلتا ہے۔

احادیث مبارکہ میں پھلوں کے صفات اور فوائد

- پھل اللہ کے رزق کا حصہ اور دنیا و آخرت کی نعمتوں کا مظہر ہیں۔
- نبی ﷺ کا پھل کھانے کا طرز متوازن غذائیت اور صحت کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔

---

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل، *الجامع الصحیح*، (دار الطوق النجاہ، 1422ھ) حدیث رقم، 5440.

[2] ابن ماجه، *السنن*، حدیث رقم، 3321- اس روایت کو ابن ماجہ نے بیان کیا ہے کتب ستہ کی دیگر کتابوں میں اس کا تذکرہ نہیں ملا۔

[3] ترمذی، السنن، حدیث رقم، 1990- یہ روایت حسن ہے۔امام ترمذیؒ نے اس روایت کی سند حسن ہونے کو بیان کیا ہے۔اور حدیث کی معتبر کتب میں نقل کیا گیا ہے۔

- جنت کے پھلوں کی یاد مسلم کو نیکی وطاعت کی طرف راغب کرتی ہے تاکہ اس ابدی نعمت کا حق دار بن سکے۔
- "فکاہت "یعنی خوشی اور مزاح سے سنت کی رحمت پسندی اور نرم دلی کا اندازہ ہوتا ہے۔

احادیث میں لفظ "فواسہ "اور اس کی مشتقات مختلف معانی میں استعمال ہوئے ہیں جن میں پھل، نعمت، صحت، اور خوشی شامل ہیں۔ یہ تمام معانی اسلام کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر توجہ اور توازن کی عکاسی کرتے ہیں، خواہ روحانی ہو یا جسمانی، دین کی بات ہو یا دنیا کی۔

جنتی پھلوں کی صفات اور خصوصیات:

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے جنتی پھلوں کی مختلف صفات اور خصوصیات ذکر کی ہیں: جنتی پھلوں کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ میوے اور اس کا سایہ دائمی ہے ان میں سے کوئی ختم اور زائل ہونے والا نہیں۔(قرآن، 35:13) یہ پھل ہمیشہ اہل جنت کے لیے قائم رہتا ہے، نہ کبھی ان سے دور ہوتا ہے، نہ ختم ہوتا ہے، نہ فنا پذیر ہوتا ہے، بلکہ ہمیشہ کے لیے ثابت و برقرار رہتا ہے۔ اسی طرح وہاں پر سورج نہ ہونے کی وجہ سے سائے بھی ہمیشہ ہونگے۔[1] جنتی پھل بہت زیادہ ہونگے۔(قرآن 19:23) اسی طرح ایک صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہاں ہر قسم کے میوے ہونگے (قرآن 44: 55) اہل جنت کے لئے ہر نوع کے پھل میسر ہونگے جس کی وہ چاہت کریں گے۔[2] جنت پھلوں کی ایک صفت یہ ہوگی کہ ہر قسم کے پھلوں کی دو قسمیں ہونگیں (قرآن 55: 52) یعنی جنتی پھل دو قسم کی ہونگیں جو پھلوں میں تازہ اور خشک صورت میں ہوتی ہیں، جیسے انگور اور کشمش، کھجور اور خشک کھجور۔[3] جنتی پھلوں کی ایک صفت یہ کہ وہاں پر بیری کے درخت بغیر کانٹوں کے ہونگے۔(قرآن 56: 28) مستدرک حاکم کی ایک صحیح روایت میں حضرت ابو امامۃ کی روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے کانٹے کاٹ دے گا اور ہر کانٹے کی جگہ پھل پیدا فرمائے گا، لہٰذا وہ درخت کانٹوں کی بجائے پھل اگائے گا اور اس کے پھل میں 72 رنگ ظاہر ہوں گے اور ان میں سے کوئی رنگ بھی دوسرے کے مشابہ نہ ہو گا۔[4] جنتی پھلوں کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ پھل قریب ہونگے (قرآن 23:69) جنت کے وہ پھل توڑنے والے کے قریب اور دسترس میں ہونگے۔ جو شخص جنت کے پھل لینا چاہے، وہ انہیں اپنی مرضی سے کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر حاصل کر سکے گا۔ نہ ان کی دوری اس کے لیے رکاوٹ بنی گی اور نہ ہی کوئی کانٹے ان کے درمیان حائل ہونگے۔ اہل جنت

---

[1] طبری، تفسیر، 16/ 469- ماتریدی، تفسیر، 6/ 348

[2] طبری، تفسیر، 22/ 53-

[3] سمعانی، تفسیر، 5/ 334-

[4] حاکم، مستدرک، 3/ 287، حدیث رقم: 3830- امام حاکم کے نزدیک روایت صحیح ہے۔

اپنی مرضی سے یہاں تک کہ لیٹے ہوئے بھی ان پھلوں کو لے سکیں گے اور یہ پھل قریب بھی آتے ہونگے۔[1] جنتی پھل توڑنے والوں کے لئے قریب ہونگے اور نہ چاہنے والوں سے دور ہونگے۔[2] جنت کے پھل اتنے قریب ہونگے اگر کوئی شخص چاہے تو اپنے ہاتھ سے لے سکتا ہے، اور وہ پھل اس کے لیے جھک جاتے ہونگے، خواہ وہ کھڑا ہو، بیٹھا ہو، یا لیٹا ہو۔اور اگر کوئی چاہے کہ وہ پھل خود اس کے منہ کے قریب آجائیں، تو وہ بھی قریب ہونگے۔[3] ایک روایت میں جنتی پھلوں کا مٹکے جتنے بڑے ہونے کا ذکر آیا ہے۔[4]

قرآن کریم میں مذکور پھلوں کے نام اور لغوی معنی

قرآن کریم میں چھ قسم کے پھل نام کے ساتھ مذکور ہیں: النَّخِيْلِ ''اور ''النَّخْلُ اسم جنس ہیں، اگر ایک درخت واضح کرنا ہو تو ''تاء'' لگا دیتے ہیں سہ حرفی مادے ن-خ-ر سے مشتق ہے۔ اس کا واحد نخلۃ ہے۔[5] نَخَلَ-يَنْخُلُ'' کا معنی ہے چھان کر عمدہ حصہ الگ کرنا، آٹے کو چھلنی سے چھانتے ہیں تاکہ اس کی بھوسی کو اس کے خالص حصے سے الگ کر سکیں۔[6] قرآن کی دس آیات میں کھجور کا ذکر آیا ہے۔(قرآن 6:99، 141، 32:18، 71:20، 14:26، 14:50، 20:54، 11:55، 68، 7:69)۔ العِنَبَ یعنی انگور، یہ سہ حرفی مادے ع-ن-ب سے مشتق ہے۔اس کا واحد عِنَبَةٌ، اور جمع أَعْنَابٌ ہے۔[7] قرآن کریم کی کل 11 آیات میں انگور کا ذکر آیا ہے۔ جس میں صیغہ جمع (اعناب) کے ساتھ 9 آیات میں مذکور ہے (قرآن 2:266، 6:99، 4:13، 11:16، 67، 32:18، 19:23، 34:36، 32:78) جبکہ 2 آیات میں صیغہ عنب کے ساتھ آیا ہے (قرآن 17:91، 28:80) الرمان، انار کو کہتے ہیں یہ سہ حرفی مادے ر-م-ن سے مشتق ہے۔ انار کا چھلکا گہرا سرخ یا سرخی مائل زرد رنگ کا ہوتا ہے اس پھل کے اندر سیکڑوں چمکدار، پانی سے بھرے دانے ہوتے ہیں، جو سرخ یا سفید رنگ کے ہو سکتے ہیں۔ ہر دانے کے اندر ایک بیج ہوتا ہے۔ قرآن کی تین آیات میں ذکر آیا ہے۔(قرآن 6:99، 141، 55:68) انار کو چھلکوں سمیت کھانے سے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول بھی منقول ہے۔ حضرت ربعیہ بنت عیاض کلابیہ کہتی ہے "میں نے حضرت علی

[1] طبری، تفسیر، 23/ 576- بغوی، تفسیر، 8/ 211-

[2] ماتریدی، تفسیر، 10/ 183-

[3] رازی، *مفاتیح الغیب*، 30/ 629-

[4] ترمذی، ابو عیسی، *السنن*، حدیث، 2541-

[5] الفارابی، *الصحاح*، 5/ 1827-

[6] الهروي، ابو منصور، محمد بن احمد، *تهذيب اللغة*، 7/ 167-

[7] الفارابی، *الصحاح*، 1/ 189-

رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ انار کو اس کے اندرونی چھلکے سمیت کھاؤ، کیونکہ یہ معدے کو صاف کرتا ہے"۔[1] شحم الرمان کے معنی سے متعلق علامہ ابو موسیٰ محمد بن عمر اصبہانی (متوفی 581ھ) لکھتے ہیں": شحم الرمان: ما في جوفه سوى الحب. وقيل: هي الهنة التي بين حباتها "انار کی چربی سے مراد اس کے اندر موجود دانوں کے علاوہ تمام چیزیں ہیں۔ کہا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ باریک جھلی ہے، جو انار کے دانوں کے درمیان ہوتی ہے۔[2] انار کی شحم سے مراد زرد رنگ کی باریک جھلی ہے جو دانوں کے درمیان ہوتی ہے، جبکہ ایک قول یہ ہے کہ وہ جھلی جس کے درمیان سے دانے الگ کیے جاتے ہیں، شحم کہلاتی ہے۔[3] الزَّيْتُونَ، یہ جمع ہے زیتونۃ کی۔ سہ حرفی مادے ز-ی-ت سے مشتق ہے۔ زیت کے معنی تیل کے ہیں۔[4] قرآن کریم میں چار مرتبہ یہ لفظ آیا ہے (قرآن 6:99، 141، 11:16، 11:95) یہ ایک درخت ہے اس کے پھل کو زیتون اور اس کے تیل کو زیت کہتے ہیں۔[5] مجاہد کے نزدیک زیتون اور التین دونوں پھلوں کے نام ہیں۔[6] زیتون سے مراد مبارک درخت ہے یہ ایک طرف سے پھل ہے اور دوسری طرف سالن اور خوراک کے ساتھ دواء بھی ہے۔[7] الزیتون سے مراد بیت المقدس جبکہ التین سے مراد مسجد دمشق ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ التین سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر مسجد دمشق ہے اور الزیتون سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر بیت المقدس ہے اور بعض نے مسجد ایلیاء ہونے کو بیان کیا ہے۔ بعض علماء نے التین سے مراد مسجد نوح جو کہ جودی پہاڑی پر بنائی گئی ہے۔ امام طبری ان اقوال کے بعد اپنی رائے ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ التین سے مراد وہ پھل ہے جو کھایا جاتا ہے اور الزیتون سے مراد وہ پھل ہے جس سے تیل نکالا جاتا ہے۔ کیونکہ عرب کے ہاں یہی معروف تھا[8] کہا گیا ہے کہ زیتون پہلا درخت ہے جو طوفان نوح کے بعد اگا تھا۔[9] التین کے معنی انجیر کے ہیں۔[10] یہ سہ حرفی مادے ت-ی-ن سے مشتق ہے۔ قرآن کریم کی ایک آیت میں آیا ہے (قرآن 95:1) قتادۃ نے التین سے وہ پہاڑ مراد لی ہے جس پر مسجد دمشق ہے اور کلبیؒ نے التین سے مراد مشہور پھل مراد لی جو کھایا جاتا

---

[1] احمد بن حنبل، مسند، 38: 273-
[2] الاصبهاني، ابو موسى محمد بن عمر، مجموع المغيث، باب الشين، 2/ 178-
[3] الزبيدى، تاج العروس، 32/ 457-
[4] الفارابى، الصحاح ، 1/ 250-
[5] الخوارزمى، برهان الدين، الغريب و المعاجم، 214- ابن منظور، لسان العرب، 13/ 196-
[6] الطبرى، تفسير، 24: 501-
[7] الرازى، تفسير، 32/ 211-
[8] الطبرى، تفسير، 24: 501، الزبيدى، تاج العروس، 4/ 531،
[9] البغوى، تفسير، 5/ 415-
[10] الأزدي، علي بن الحسن الهُنائي، المَنَجَّد في اللغة، ص: 157-

ہے۔[1] التین (انجیر) میں تین صفات پائی جاتی ہیں یہ پھل ہونے کے ساتھ غذا اور دواء بھی ہے۔[2] حضرت ابوذرؓ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں انجیر کا ایک ٹوکرا پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کھاؤ"، اور خود بھی اس میں سے تناول فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا: "اگر میں یہ کہوں کہ کوئی پھل جنت سے آیا ہے تو میں یہی کہوں گا، کیونکہ جنت کے پھلوں میں گٹھلی نہیں ہوتی۔[3]" التین کے کئی مراد بیان کئے ہیں بعض نے مسجد نوح جو کہ جودی پہاڑ پر بنائی گئی ہے، بعض نے مسجد حرام، بعض نے مسجد دمشق، بعض نے وہ پہاڑ جس پر دمشق واقع ہے جبکہ محمد بن کعب نے التین سے مسجد اصحاب کھف مراد لی ہے۔[4] اللہ تعالی نے قرآن میں ان دونوں پھلوں کی قسم اس لئے کھائی ہے کہ ان دونوں کو تمام پھلوں پر فضیلت حاصل ہے۔[5] طلح کے معنی کیلے کے ہیں[6] یہ سہ حرفی مادے ط-ل-ح سے ماخوذ ہے۔ اکثر علماء نے طلح کے معنی کیلے کے بیان کئے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ ایک بڑا درخت ہے جو حجاز کی سرزمین میں ہوتا ہے، یہ کانٹے دار درخت ہے اس میں کانٹے بہت زیادہ ہوتے ہیں، ابن عباس فرماتے ہیں یہ درخت بظاہر دنیوی درخت جیسا ہو گا لیکن بجائے کانٹوں کے اس میں شیرین پھل ہوں گے۔[7]

نتائج

اس مقالے میں قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویہ کی روشنی میں فواکہ اور ان سے متعلق الفاظ کا جامع مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن میں پھل محض غذائی ضرورت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت، قدرت کی نشانی اور دنیا و آخرت کی سعادت کا مظہر ہیں۔ قرآن نے پھلوں کا ذکر کبھی اجمالی اور کبھی صراحت کے ساتھ کیا ہے، جبکہ فَاكِهَة، الثمرات، حدائق، جنات، اُکل اور رزق جیسے الفاظ کے ذریعے ان کے مختلف پہلوؤں کو نمایاں کیا گیا ہے۔ دنیاوی پھل انسان کے لیے رزق، صحت اور شکر گزاری کا ذریعہ ہیں، جبکہ جنتی پھل دائمی، بے مثال اور ہر طرح کی تکلیف سے پاک نعمت ہیں جو اہلِ جنت کے لیے مکمل راحت اور مسرت کا باعث ہوں گے۔ احادیثِ مبارکہ سے بھی پھلوں کی

---

[1] عبد الرزاق، تفسیر، 3/ 440۔

[2] الرزای، تفسیر، 32/ 210۔

[3] قرطبی، تفسیر، 20: 110۔

[4] قرطبی، تفسیر، 20: 111۔

[5] ابن الجزی، محمد بن احمد، *التسهیل لعلوم التنزیل*، 2/ 494۔

[6] عبد الرزاق، تفسیر، 3/ 277۔ الرازی ابن ابی حاتم، تفسیر، 10/ 333۔

[7] ابن کثیر، تفسیر، 7/ 526۔

غذائی، روحانی اور اخلاقی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ یوں یہ مطالعہ انسان کو اللہ کی نعمتوں پر غور، شکر اور آخرت کی ابدی نعمتوں کے حصول کی ترغیب دیتا ہے۔

Bibliography

القرآن الكريم.

al-Qurʾān al-Karīm.

ابن أبي حاتم، عبد الرحمن بن محمد. *تفسير ابن أبي حاتم*.

Ibn Abī Ḥātim, ʿAbd al-Raḥmān b. Muḥammad. *Tafsīr Ibn Abī Ḥātim.*

ابن الجزي، محمد بن أحمد. *التسهيل لعلوم التنزيل* .

Ibn al-Jazī, Muḥammad b. Aḥmad. *al-Tashīl li-ʿUlūm al-Tanzīl.*

ابن دريد، محمد بن الحسن. *جمهرة اللغة* . دار العلم للملايين، 1987.

Ibn Durayd, Muḥammad b. al-Ḥasan. *Jamharat al-Lugha.*

ابن فارس، أحمد بن فارس. *معجم مقاييس اللغة* . دار الفكر، 1979.

Ibn Fāris, Aḥmad. *Muʿjam Maqāyīs al-Lugha.*

ابن كثير، إسماعيل بن عمر. *تفسير ابن كثير* . دار الكتب العلمية، 1419هـ.

Ibn Kathīr, Ismāʿīl b. ʿUmar. *Tafsīr Ibn Kathīr.*

ابن ماجه، محمد بن يزيد. *السنن*.

Ibn Mājah, Muḥammad b. Yazīd. *al-Sunan.*

ابن منظور، محمد بن مكرم. *لسان العرب* . دار صادر، 1414هـ.

Ibn Manẓūr, Muḥammad b. Mukarram. *Lisān al-ʿArab.*

أحمد بن حنبل. *المسند* .

Aḥmad b. Ḥanbal. *al-Musnad.*

الأزدي، علي بن الحسن الهُنائي. *المنجّد في اللغة*.

al-Azdī, ʿAlī b. al-Ḥasan al-Hunāʾī. *al-Munjad fī al-Lugha.*

الأزهري، محمد بن أحمد بن الأزهري الهروي، أبو منصور. *تهذيب اللغة* . دار إحياء التراث العربي، 2001.

al-Azharī, Abū Manṣūr Muḥammad b. Aḥmad al-Harawī. *Tahdhīb al-Lugha.*

الأصبهاني، أبو موسى محمد بن عمر. *مجموع المغيث*.

al-Aṣbahānī, Abū Mūsā Muḥammad b. ʿUmar. *Majmūʿ al-Mughīth.*

الأصبهاني، راغب. *المفردات في غريب القرآن* . دار القلم؛ الدار الشامية، 1414هـ.

al-Aṣbahānī, Rāghib. *al-Mufradāt fī Gharīb al-Qurʾān.*

البخاري، محمد بن إسماعيل. *الجامع الصحيح* . دار طوق النجاة، 1422هـ.

al-Bukhārī, Muḥammad b. Ismāʿīl. *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ.*

البغوي، الحسين بن مسعود. *معالم التنزيل.*

al-Baghawī, al-Ḥusayn b. Masʿūd. *Maʿālim al-Tanzīl.*

الترمذي، محمد بن عيسى. *السنن.* دار الغرب الإسلامي، .

al-Tirmidhī, Muḥammad b. ʿĪsā. *al-Sunan.*

الجوهري، إسماعيل بن حماد الفارابي. *الصحاح: تاج اللغة.* دار العلم للملايين، 1987.

al-Jawharī, Ismāʿīl b. Ḥammād. *al-Ṣiḥāḥ: Tāj al-Lugha.*

الحاكم النيسابوري، محمد بن عبد الله. *المستدرك على الصحيحين.*

al-Ḥākim, Muḥammad b. ʿAbd Allāh al-Naysābūrī. *al-Mustadrak.*

الرازي، فخر الدين محمد بن عمر. *مفاتيح الغيب.* دار إحياء التراث العربي، 1429هـ.

al-Rāzī, Fakhr al-Dīn Muḥammad b. ʿUmar. *Mafātīḥ al-Ghayb.*

الزبيدي، محمد مرتضى. *تاج العروس.*

al-Zabīdī, Muḥammad Murtaḍā. *Tāj al-ʿArūs.*

السمعاني، عبد الكريم بن محمد. *تفسير السمعاني.*

al-Samʿānī, ʿAbd al-Karīm b. Muḥammad. *Tafsīr al-Samʿānī.*

الطالقاني، إسماعيل بن عباد. *المحيط في اللغة.*

al-Ṭāliqānī, Ismāʿīl b. ʿAbbād. *al-Muḥīṭ fī al-Lugha.*

الطبري، محمد بن جرير. *جامع البيان عن تأويل آي القرآن.* دار التربية والتراث، .

al-Ṭabarī, Muḥammad b. Jarīr. *Jāmiʿ al-Bayān.*

عبد الرزاق الصنعاني. *تفسير عبد الرزاق.*

al-Ṣanʿānī,ʿAbd al-Razzāq. *Tafsīr ʿAbd al-Razzāq.*

القرطبي، محمد بن أحمد الأنصاري. *الجامع لأحكام القرآن.* دار الكتب المصرية، 1964.

al-Qurṭubī, Muḥammad b. Aḥmad. *al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān.*

الماتريدي، محمد بن محمد، أبو منصور. *تأويلات أهل السنة.* دار الكتب العلمية، 2005.

al-Māturīdī, Abū Manṣūr Muḥammad b. Muḥammad. *Taʾwīlāt Ahl al-Sunna.*

مسلم بن الحجاج. *الجامع الصحيح.* دار الكتب العلمية، .

Muslim b. al-Ḥajjāj. *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ.*